يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا

اے ایمان والو! اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس
کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو

چند الزامات کا جواب

مؤلفہ

ناچیز عبد اللطیف غفرلہٗ

مہتمم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام مدنی محلہ جہلم

و

خطیب جامع مسجد گنبد والی

۱۹۷۳ء

بار سوم ۲۰۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِہٖ وَرَسُوْلِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ

امابعد! برادرانِ اسلام۔ موجودہ حالات میں جب کہ ہمارا ملک پاکستان بہت نازک اور پُرخطر دَور سے گزر رہا ہے۔ بھارت کی مسلّح فوجیں ہماری سرحدوں پر کھڑی مسلمانوں کی غیرت کو چیلنج کر رہی ہیں۔ ضرورت ہے کہ قرآن و سُنّت کی صحیح تعلیم سے قوم میں اخلاقِ حسنہ، اخوت و ہمدردی۔ اتحاد و تنظیم اور جذبۂ جہاد جیسے اسلامی اوصاف پیدا کئے جائیں۔ لیکن مقامِ افسوس ہے کہ بعض انتشار پسند لوگ محض اپنی اغراضِ نفسانی کے تحت ملّت کی تفریق کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائے ہوئے ہیں۔ اور علمائے حق اور مبلغینِ توحید و سنّت کے خلاف نفرت وحقارت کے جذبات پیدا کر کے ملک و ملّت میں فساد و بدامنی کا باعث بن رہے ہیں۔ اور اگر غور و فکر سے کام لیا جائے تو اہلِ حق پر بے جا الزامات لگانا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ہمیشہ مفاد پرست لوگ یہی تلبیسانہ کارروائی کرتے رہے ہیں۔ حتیٰ کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام پر بھی گھناؤنے الزامات لگانے سے پرہیز نہیں کیا گیا۔ چنانچہ سورۂ یوسف ببانگ دہل پکار رہی ہے کہ عزیز مصر کی بیوی نے (جو زلیخا کے نام سے عام طور پر مشہور ہے) اپنے گناہ پر پردہ ڈالنے کے لئے پیغمبر معصوم حضرت یوسف علیہ السلام پر ناروا الزامات لگا کر قید خانہ میں ڈلوا کر چھوڑا۔ تاکہ حقیقتِ حال سے ناواقف لوگ یہ ماننے پر مجبور ہو جائیں کہ قصور حضرت یوسف علیہ السلام کا تھا۔ بالکل اسی قسم کی چال ہے ان دنیا پرست لوگوں کی جنہوں نے علمائے ربانی کو ہر طرح سے بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔

چنانچہ دورِ ماضی و حاضر میں امام المجاہدین حضرت مولانا سید احمد شہید، مجاہد

نوٹ:۔ یہ پمفلٹ پہلی بار ۱۹۵۱ء میں طبع ہوا تھا۔

اعظم مولانا شاہ اسمٰعیل صاحب شہیدؒ قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند۔ امامِ انقلاب اسیرِ مالٹا حضرت مولانا محمود الحسن صاحب شیخ الہند حکیم الامّت شیخ طریقت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ اسرارہم وغیرہ علمائے ربانی پر بھی علمائے سُوء نے بے بنیاد الزامات لگا کر ان کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔ ان محققینِ اسلام کی عبارتوں کو کانٹ چھانٹ اور توڑ مروڑ کر عامۃ المسلمین کے سامنے پیش کیا گیا۔ اِن بزرگانِ دین کو انبیاء و اولیا کا منکر اور غیر مقلد کہا گیا۔ حالانکہ یہ حضرات مسلکِ اہلسنّت والجماعت کے مبلغ و داعی اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد تھے۔ تصوّف وسلوک اور طریقت وحقیقت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بلند مقام عطا فرمایا تھا۔ صوفیا کرام اور اولیاء اللہ سے یہ حضرات خوب بعیت تھے۔ اور تزکیہ و تصفیہ کے مدارج عالیہ طے کرنے کے بعد انہوں نے مشہور سلاسل طریقت چشتیہ نقشبندیہ قادریہ اور سہروردیہ وغیرہ کے فیوض و برکات عالم اسلام میں پھیلائے۔ باری تعالیٰ کی توحید اور سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کی تبلیغ و اشاعت میں انہوں نے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ ان کے اعمال و اشغال اور ان کی تصانیف و تالیفات سے ان کے علمی و روحانی کمالات کا ثبوت[1] ملتا ہے۔ چونکہ اہل حق کی آزمائش کے لئے ہر زمانہ میں اہلِ بدعت اور ناخدا ترس لوگ موجود

---

[1] چنانچہ حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی صراط مستقیم اور منصب امامت مقامات تصوّف وسلوک اور کمالاتِ انبیاء واولیاء کے بیان میں بصیرت افروز کتابیں ہیں۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے مکاتیب رشیدیہ اور تذکرۃ الرشید حصہ اول ودوم سے ان کے کمالات ظاہری و باطنی کا اندازہ ہو سکتا ہے حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ نانوتوی کی تقریر دلپذیر، قبلہ نما اور آبِ حیات وغیرہ علمائے امّت کیلئے علمی و روحانی روشنی کا مینار ہیں۔ حضرت شیخ الہند کا ترجمہ قرآن مجید اور ایضاح الادلہ ان کے علمی و فقہی کمالات کا (باقی صفحہ ۴ پر)

رہتے ہیں۔ اس لئے ان اکابر امت اور ان کے متّبعین کے خلاف بھی اسی قسم کے لوگوں نے طرح طرح کے پروپیگنڈے جاری کئے۔ ان کو وہابی اور غیر مقلد مشہور کیا گیا اور آج تک عامۃ المسلمین کو گمراہ کرنے کے لئے اتہامات کا سلسلہ جاری ہے۔ راقم الحروف چونکہ بفضلہٖ تعالیٰ دارالعلوم دیوبند کا فیض یافتہ ہے اور اکابرِ دیوبند کے طفیل دین و ایمان سے کچھ حصّہ نصیب ہُوا ہے اس لئے اپنا دینی فریضہ سمجھتا ہے کہ ان بزرگانِ امت کا حقیقی مسلک مسلمانوں کے سامنے پیش کرکے ان پر عائد کردہ چند بے جا الزامات کی حقیقت واضح کردی جائے تاکہ حق طلب اور انصاف پسند مسلمان محض حق تعالیٰ کی رضامندی کے لئے حق و باطل میں تمیز کرکے راہِ حق کی پیروی کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے صحیح جوابات لکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ پہلے مخالفین کا الزام لکھا جائیگا اور بعد ازاں اس کا مختصر تحقیقی جواب ہوگا۔ وما توفیقی الّا باللہ۔

الزام ۱۔ علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ خدا جھوٹ بولتا ہے؟

الجواب:۔ کچھ تو خدا کا خوف کرنا چاہیئے۔ علمائے حق پر یہ ایک شرمناک بہتان لگایا گیا ہے جس سے یہ حضرات پاک ہیں۔ اس مسئلہ میں اکابرِ دیوبند نے اپنا عقیدہ واضح کردیا ہے چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ میں شیخ المشائخ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نے اس کا حسب ذیل جواب ارشاد فرمایا ہے۔

(سوال) آپ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالیٰ صفت کذب کے ساتھ متصف ہوسکتا ہے

بقیہ صد ۳ شاہکار ہیں۔ اور حکیم الامّت حضرت مولانا تھانویؒ کی تفسیر بیان القرآن۔ کلید مثنوی۔ تربیت السالک اور سینکڑوں مواعظ و ملفوظات حضرت موصوف کے علوم و معارف پر ایک روشن دلیل ہیں۔

مرشد العلماء، قدوۃ الکملاء، شیخ العصر حضرت مولانا السیّد حسین احمد صاحبؒ مدنی محدث دیوبند دامت فیوضہم کے مکتوبات حصّہ اول و دوم اور نقش حیات حضرت والا کے علمی و عرفانی کمالات اور مجاہدانہ و سرفروشانہ جذبات کا آئینہ ہیں۔ تعلیم یافتہ مسلمانوں سے عرض ہے کہ وہ ان اکابر ملت کی تصانیف سے استفادہ کی کوشش فرمائیں۔

یا نہیں اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ خدا جھوٹ بولتا ہے اس کا کیا حکم ہے۔ فتوٰی دو اجر ملے گا۔
(جواب) بیشک اللہ تعالیٰ اس سے منزّہ ہے کہ کذب کے ساتھ متصف ہو اس کے کلام میں ہرگز کذب کا شائبہ بھی نہیں۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے۔ "اور اللہ سے زیادہ سچا کون ہے"۔ اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے نکالے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے وہ کافر قطعی ملعون اور کتاب و سنّت و اجماعِ امّت کا مخالف ہے۔ ہاں اہلِ ایمان کا یہ عقیدہ ضرور ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرعون و ہامان و ابو لہب کے متعلق جو فرمایا ہے کہ وہ دوزخی ہیں۔ تو یہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف کبھی نہ کرے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کو جنّت میں داخل کرنے پر قادر ضرور ہے۔ عاجز نہیں۔ ہاں البتہ اپنے اختیار سے ایسا کرے گا نہیں۔

(فتاوٰی رشیدیہ جلد اوّل صفحہ ۱۱۹) (تصدیق حضرت مفتی صاحب مکّہ) علامہ رشید احمد کا جواب بالکل درست اور حق ہے ——— دستخط: خادم شریعت محمد صالح عنفی مفتی مکّہ مکرّمہ

الزام نمبر ۲:۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا انسان سمجھتے ہیں؟

جواب:۔ جنسِ انسان ہونے کے لحاظ سے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً انسان ہیں۔ دوسرے انسانوں کی طرح آپ بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کے والد حضرت عبد اللہ اور والدہ حضرت آمنہ تھیں۔ حضرت مائی حلیمہ سعدیہ نے آپ کو دودھ پلایا۔ آپ کی گیارہ بیویاں بھی تھیں۔ آپ کے چار صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں بھی تھیں۔ جن میں سے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سے اب تک باقی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک باقی رہے گی۔ حضور کھاتے پیتے بھی تھے۔ اور سفر و جہاد بھی کرتے تھے۔ لیکن درجہ و رتبہ میں عام انسان تو کیا انبیاء کرام اور ملائکہ عظام بھی آپ کے برابر نہیں ہیں۔ ایک خدا وحدہٗ لاشریک لہٗ کے بعد حضور تمام کائنات سے اعلیٰ و افضل ہیں۔ خود ارشاد فرمایا۔ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ (میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں) حضور تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا

رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ ۝ مخلوق میں آپ کے برابر نہ کوئی پہلے ہُوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رتبہ اور کمال میں اپنے جیسا یا اپنے بڑے بھائی جیسا بشر اور انسان سمجھے ہمارے نزدیک وہ کافر اور مردود ہے۔ لیکن حضور کو باوجود ان کمالات کے انسان نہ سمجھنا بھی خلافِ قرآن اور کفریہ عقیدہ ہے۔ عوام یہ سمجھتے ہیں کہ انسان ہونا عیب ہے حالانکہ باقی ساری مخلوق سے انسان کا درجہ بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہی اپنا خلیفہ اور نائب بنایا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام انسان تھے جو انسانوں کی اصلاح و ہدایت کے لئے تشریف لائے۔ اس کے خلاف مشرکینِ عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ پیغمبر انسان نہیں ہوتے۔ اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انسان ہونے میں آپ کی برادری قریشِ مکہ کو یقین تھا اس لئے وہ آپ کو پیغمبر ماننے کے لئے تیار نہ ہوتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اگر فرشتہ بنا کر ہماری طرف بھیجا جاتا تو ہم اس کو مان لیتے۔ ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل پ۱۵)

ترجمہ:۔ "آپ فرما دیجئے کہ میرا رب پاک ہے۔ نہیں ہوں میں مگر انسان رسول۔ اور نہیں روکا لوگوں کو ایمان لانے سے جب کہ ان کے پاس خدا کی ہدایت آئی۔ مگر اس بات نے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے بشر (انسان) کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ آپ فرما دیں کہ اگر زمین پر فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے ہوتے تو ہم ضرور آسمان سے ان پر فرشتہ پیغمبر بنا کر نازل کرتے۔"

ان آیات نے تصریح کر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انسان بھی تھے اور رسول بھی۔ اور ہمیشہ کافروں نے انبیاء کرام کی بشریت کا انکار کیا ہے۔ اگر بالفرض پیغمبر انسان نہ ہوتے

توکفّار کے اطمینان کے لئے صاف جواب دیتے کہ ہم حقیقتاً انسان نہیں بلکہ فرشتے ہیں۔ یا خدا کا نور ہیں صرف انسانی صورت ولباس میں تمہارے سامنے آئے ہیں اس لئے ہمیں پیغمبر مانو۔ لیکن برعکس اس کے ہمیشہ پیغمبروں نے اپنے انسان ہونے کا اقرار کیا تاکہ لوگ غلط فہمی میں نہ رہیں۔ اگر مانیں تو ہمیں انسان سمجھ کر پیغمبر مانیں۔ اسی لئے اللّٰہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور خاتم النبییّن صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے انسان ہونے کا اعلان کرایا۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ (ترجمہ) بیشک میں انسان ہوں۔ تمہاری مثل۔ مجھ پر اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔" ان آیات سے صاف ثابت ہُوا کہ جو شخص حضور کو صرف رسول مانے اور انسان نہ مانے۔ وہ قرآن کا منکر۔ اور بے ایمان ہے۔ ایمان یہ ہے کہ انسان بھی مانے اور رسول بھی۔ واللّٰہ الہادی۔

الزام نمبر ۳۔ علمائے دیوبند حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے نور کے منکر ہیں۔

(الجواب) عربی میں روشنی کو نور کہتے ہیں۔ چنانچہ قرآن میں چاند کو نور فرمایا ہے۔ وَّالْقَمَرَ نُوْرًا۔ اور قرآن اور ایمان کو بھی نور فرمایا ہے۔ ان میں فرق یہ ہے کہ چاند ظاہری اندھیرے کو دُور کرنے والا نور (روشنی) ہے اور قرآن و ایمان باطنی اور معنوی کفر و شرک کے اندھیروں کو دور کرنیوالے نور (روشنی) ہیں۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نور الانوار اور آفتاب نبوّت ہیں کہ آپ کے باطنی نور رسالت کے پرتو سے مومنین کے قلوب نور ایمانی سے روشن ہوگئے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضور بشر اور انسان ہی نہیں بلکہ حضور بشر بھی ہیں اور نور بھی۔ حضور کے نور بشریت اور نور نبوّت کے فیضان سے جہان میں صحیح انسانیت اور ایمان باقی ہے۔ عوام النّاس حضور کو خدا کا نور اور خدا کا جزء سمجھتے ہیں اور اس کو زیادہ محبّت و عقیدت تصوّر کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ عیسائیوں اور یہودیوں کا مشرکانہ عقیدہ ہے جس کی قرآن نے پُرزور تردید کی ہے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ

یَکُنْ لَہٗ کُفُوًا اَحَد ٭ (ترجمہ) آپ اعلان فرما دیں کہ وہ اللہ ایک ہے۔ وہ اللہ کسی کا محتاج نہیں (اور ساری مخلوق اس کی محتاج ہے) نہ اس سے کوئی نکلا اور نہ وہ کسی سے نکالا گیا (یعنی نہ اس کی کوئی جزء ہے نہ وہ کسی کی جزء) اس کا کوئی کفو (قبیلہ و کنبہ) نہیں۔"

بالفرض اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا ذاتی نور اور جزء ہیں تو پھر چھوٹا خدا یا خدا کا بیٹا ہونا لازم آئے گا۔ اور یہی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ جس کو قرآن پاک نے کفر و شرک قرار دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ظاہر بین اور کم فہم لوگوں کے نزدیک بشریّت کی طرح نبوّت و رسالت بھی کوئی بڑا درجہ نہیں ہے اسی لئے وہ بشر اور رسول ماننے میں کوئی خاص فضیلت نہیں سمجھتے بلکہ صحیح محبّت و عظمت اسی کو سمجھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا نور اور جزء مانا جائے۔ بالفرض اگر یہ عقیدہ صحیح ہو تو پھر دنیا میں شرک کس بات کو کہیں گے؟

برادرانِ ملّت! ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور افضل البشر اور سردارِ دو جہاں ہیں۔ تمام مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ سب سے زیادہ مقبول و محبوب ہیں۔ اگر بشر اور عبد ہونے میں تنقیص و توہین لازم آتی تو قرآن مقدس میں خداوند عالم اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بشر اور عبد ہونے کا اعلان نہ کراتے۔ مدعیانِ محبت کیلئے مقامِ عبرت ہے کہ جہاں حق تعالیٰ نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان معجزہ معراج جسمانی کا ذکر فرمایا وہاں حضور کے لئے عبد کا لفظ استعمال فرمایا۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا (ترجمہ) پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کے ایک حصّہ میں سیر کرائی۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضورؐ کو اپنا بندہ فرما کر آپ کی توہین کی ہے؟ (نعوذ باللہ) دراصل مقامِ عبدیت اور شانِ بندگی مخلوق کے درجات میں سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے بشریت کی بلندی کو کیا خوب بیان کیا ؎

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰ سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں

علاوہ ازیں قرآنِ حکیم میں اس لئے حضور کی بشریت و عبدیت کی تشریح کی گئی ہے تاکہ قیامت تک مسلمان اس مشرکانہ عقیدہ سے محفوظ رہیں جس میں عیسائی و یہودی مبتلا ہوئے۔ نیز کلمہ شہادت میں بھی خدا تعالیٰ کی توحید کے ساتھ حضور کے عبد و بندہ ہونے کا اقرار رکھا گیا تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ حضور کو بندہ ماننا ایمان کی جُز ہے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ (ترجمہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی بھی بندگی و عبادت کے لائق نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں" اور یہی کلمہ شہادت ہر نماز کے التحیات میں بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہُوا کہ حضور کو بندہ اور رسول ماننا دونوں ضروری ہیں جو شخص حضور کو رسول ماننے کے ساتھ ساتھ بندہ نہیں مانتا وہ درحقیقت کلمۂ شہادت کا منکر ہے۔ واللہ الہادی۔

الزام ۱۲:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو گھٹاتے ہیں؟

الجواب:۔ فخرِ دو عالم محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم کی جو تنقیص کرے ہم اسے کافر سمجھتے ہیں۔

حضور کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ اعلیٰ و افضل علوم عطا فرمائے ہیں۔ البتہ ہمارا عقیدہ قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ ہے کہ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ بلا اسباب اور بلا واسطہ ہر چیز کو جاننا اور ہر بات کو سننا ہے۔ مخلوق میں اس طرح کا علم کسی کو نہیں۔ قرآن کی بہت سی آیات میں اس بات کا اعلان کیا گیا ہے مثلاً قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ

وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ (پ ۲۰ ع ۱) (ترجمہ) آپ اعلان کہدیں کہ آسمان اور زمین کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی سوائے اللہ تعالیٰ کے غیب نہیں جانتا اور یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ کب دوبارہ اٹھائے جائیں گے"

ہاں اللہ تعالیٰ جب چاہیں اور جتنا چاہیں غیب کی خبروں سے انبیاء علیہم السلام کو بذریعہ وحی و الہام وغیرہ مطلع فرما دیتے ہیں۔ اسی طرح امت کے صلحاء و اولیاء کو بھی بذریعہ الہام و کشف غیب کی باتیں بتلا دی جاتی ہیں۔ لیکن ذرّہ ذرّہ کائنات کا ہر وقت کلّی اور تفصیلی علم اللہ تعالیٰ کی صفتِ خاصہ ہے اس میں اور کوئی شریک نہیں۔ باوجودیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعلم الاوّلین والآخرین ہیں۔ لیکن شعر کا علم آپ کو عطا نہیں فرمایا گیا۔ چنانچہ سورۃ یٰسٓ میں فرمایا وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ۔ ترجمہ۔ اور آپ کو ہم نے شعر کا علم نہیں دیا اور یہ علم آپ کی شان کے لائق نہیں"۔۔۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو ہر چیز کا علم نہیں دیا گیا۔ بلکہ وہ علوم عطا فرمائے گئے ہیں جو آپ کی شان کے مناسب ہیں۔ اور ان علوم و کمالات میں کوئی مخلوق بھی محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری نہیں کر سکتی۔ اور دوسرے انبیاء کرام کو بھی وہی علوم دیئے گئے جو ان کے لئے ضروری اور شایانِ شان تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو چالیس سال تک از خود حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات کا علم نہ ہو سکا اسی لئے دردِ فراق میں مبتلا رہے اور جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو مصر سے سینکڑوں میل پر کرتہ کی خوشبو پہنچادی۔

اہلسنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ علم غیب[1] صرف خدا تعالیٰ کو ہے۔ وہ

---

[1] "علم غیب" کے موضوع پر مفصل علمی و تحقیقی بحث کے لئے بوارق الغیب حصہ اول و دوم مصنفہ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدیر الفرقان لکھنؤ اور ازالۃ الریب عن عقیدۃ علم الغیب مؤلفہ ابو الزاہد حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب شیخ الحدیث نصرۃ العلوم گوجرانوالہ مطالعہ فرمائیں۔

جب چاہیں کسی کو ماضی و مستقبل کی خبر دے دیں۔ پکّی روٹی میں بھی یہی مسئلہ لکھا ہے ع

علم غیب خدا نوں خاصہ ہے لاریب

حضرت علّامہ ملّا علی قاری حنفی شرح فقہ اکبر صد ۱۸۵ میں تحریر فرماتے ہیں :-

ثُم اعلم انّ انبیاء لم یعلموُا لمغیبات من الاشیاء الا ما اعلمھم اللّٰہ تعالیٰ احیانًا و ذکر الحنفیۃ تصریحًا بالتکفیر باعتقاد ان النّبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یعلمُ الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الّا اللّٰہ ۔ ترجمہ ۔ پھر جان لے کہ تحقیق انبیاء کرام غیب کی چیزوں کو نہیں جانتے تھے مگر وہ جو اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو کبھی کبھی اس کا علم دے دیا اور فقہائے حنفیہ نے اس شخص کی صراحتًا تکفیر کی ہے جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں کیونکہ یہ عقیدہ اس آیت کے خلاف ہے ۔ لَا یعلم من فی السمواتِ والارضِ الغیب الّا اللّٰہ (آسمانوں اور زمینوں میں رہنے والوں میں کوئی بھی سوائے اللّٰہ کے غیب نہیں جانتا) علّامہ شامی (کتاب النکاح، صد۳ ج ۲ میں لکھتے ہیں ۔ و ان الرُسل یعرفون بعض الغیب قال تعالیٰ عالم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہٖ احدًا اِلّا من ارتضیٰ مِن رسولٍ ترجمہ ۔ اور تحقیق پیغمبر بعض غیب جانتے ہیں ۔ اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عالم الغیب وہی اللّٰہ ہے ۔ پس کسی کو اپنے غیب کی اطلاع نہیں دیتا ۔ مگر پیغمبروں میں سے جس کو چُن لیتا ہے الخ

قطب ربانی، محبوب سبحانی حضرت السیّد شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللّٰہ علیہ نے غنیتہ الطالبین میں تحریر فرمایا ہے ۔ کہ شیعہ غالیہ کا عقیدہ ہے کہ امام تمام غیب جانتے ہیں (صد ۱۹۹) بخاری شریف صد ۵۷۰ جلد دوم میں ہے کہ مدینہ کی چھوٹی لڑکیاں غزوہ بدر میں شریک ہونے والے مجاہدین کی تعریف میں اشعار پڑھ رہی تھیں تو ایک مصرعہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں انہوں نے یہ پڑھا ۔ فِینَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِی غَدٍ (ہم میں ایسے پیغمبر موجود ہیں جو کل کو ہونے والا حال جانتے ہیں) تو حضور نے ان سے فرمایا کہ یہ مصرعہ چھوڑ دو ۔ الغرض رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں اگر یہ کہا جائے کہ آپ عالم الغیب نہیں تو اس میں تنقیص و توہین نہیں پائی جاتی جس طرح یہ کہا جائے کہ حضور خالق نہیں ہیں تو اس سے توہین مراد نہیں لی جاتی ۔ بہرحال فقہائے حنفیہ اور محققین اہلسنت کی تصریحات مذکورہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ کائنات کا سارا تفصیلی علم صرف حق تعالیٰ کو ہے ۔ اگرچہ بہ نسبت باقی مخلوق کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ علم عطا فرمایا گیا ہے ۔

الزام ۵ : یارسول اللہ کا انکار کرتے ہیں؟

(جواب) :۔ ہم الفاظ یارسول اللہ کے منکر نہیں ۔ ہم تو ہر نماز کے التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ پڑھتے ہیں ۔ اور ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ درود شریف میں اگر کوئی یارسول اللہ سے حضور کو مخاطب بنائے تو جائز ہے کیونکہ فرشتے اس کو دربارِ رسالت میں پہنچا دیتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ من صلّٰی علی عند قبری سمعته ومن صَلّٰی علی نائیًا اُبلغتُهٗ ۔ ترجمہ ۔ جس نے مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھا میں اس کو سنوں گا اور جس نے مجھ پر دور سے درود پڑھا مجھ کو پہنچا دیا جائے گا ۔ (بیہقی شعب الایمان)

اور یہ دُور سے درُود وسلام اسی طرح ہے جس طرح ہم اپنے خطوط میں غائبانہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ لکھتے ہیں ۔ کیونکہ بذریعہ ڈاک ہمارا سلام ان کو پہنچا دیا جاتا ہے لیکن ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھ کر یارسول اللہ پکارنا یا کسی اور بزرگ کو پکارنا شرک ہے ۔ کیونکہ ہر جگہ ہر وقت حاضر و ناظر[1] صرف اللہ کی ذات ہے ۔ غیر اللہ کو اس عقیدہ سے

[1] مسئلہ حاضر و ناظر کے متعلق مدلل تحقیق کتاب تبرید النواظر مصنفہ فاضل محقق حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب خطیب جامع گکھڑ ضلع گوجرانوالہ [illegible]

ما فوق الاسباب غائبانہ حاجات پکارنا قرآن مجید میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللهِ مَنْ لا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غٰفِلُوْنَ (پ ۲۶ ع ۱)

ترجمہ:- اور اس شخص سے کون بڑا ظالم ہے جو پکارتا ہے اللہ کے سوا ان کو جو قیامت تک اس کو جواب نہیں دیتے اور وہ ان لوگوں کی پکار سے بے خبر ہیں)

تفسیر کبیر ج ۷ صہ ۷۷۴ میں ہے کہ اس آیت میں غیر اللہ سے مراد فرشتے، حضرت عیسٰی، حضرت عزیر علیہم السلام اور بُت وغیرہ سب ہیں جن کو حاجات میں پکار کر ان کی عبادت کی جاتی۔ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے استاد قاضی حمید الدین صاحب ناگوری توشیح میں فرماتے ہیں منهم الذين يدعون الانبياء والاولياء عند الحوائج والمصائب باعتقاد ان ارواحهم حاضرة تسمع النداء وتعلم الحوائج وذلك شركٌ قبيحٌ وجهلٌ صريحٌ قال الله تعالى وَمَنْ اضلُّ ممن يدعوا من دون الله الخ۔ ترجمہ:- ان میں سے بعض وہ ہیں جو حاجات اور مصائب میں انبیاء اور اولیاء کو پکارتے ہیں اس اعتقاد سے کہ تحقیق ان کی روحیں حاضر ہیں ہماری پکار سنتی ہیں اور حاجات جانتی ہیں اور یہ شرک قبیح اور صریح جہالت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:- وَمَنْ اَضلُّ ممن يدعوا من دون الله الخ

مولانا ثناء اللہ پانی پتی حنفی مجددی نقشبندی ارشاد الطالبین مترجم صہ ۲۱ میں فرماتے ہیں بعض جہلا جو یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین پانی پتی شیئاً للہ کہتے ہیں یہ جائز نہیں بلکہ شرک و کفر ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ یا الٰہی "بحرمت خواجہ شمس الدین پانی پتی حاجتِ مَن رَوا کن" یعنی یا الٰہی خواجہ شمس الدین پانی پتی کے طفیل میری حاجت پوری کر تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔

اور اسی سلسلہ میں ص۳۲ پر فرماتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی کسی دوسرے طریقہ سے نام لینا جو شریعت میں نہیں آیا ہے گناہ ہے۔ حتٰی کہ وظیفہ کے طریق پر یا محمّد یا محمّد کہنا بھی جائز نہیں ہے۔ عوام الناس حاجات میں بزرگوں کو اس طرح پکارتے ہیں۔ حالاں کہ قرآن۔ حدیث اور بزرگانِ دین کی کتابوں میں اس کو ناجائز اور شرک قرار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دین کی سمجھ عطا فرمائیں۔

الزام ۶۔ درود شریف پڑھنے سے روکتے ہیں؟

جواب۔ درود شریف کے منکر کو ہم کافر سمجھتے ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں اس کا صریح حکم موجود ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جس کے سامنے میرا نام آئے اور وہ مجھ درود نہ پڑھے۔ درود شریف کی کثرت موجب برکت و رحمت ہے۔ ایک دفعہ درود پڑھنے سے دس گناہ معاف ہوتے ہیں۔ دس نیکیاں ملتی ہیں اور دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

لیکن درود شریف پڑھنے کا بھی کوئی طریقہ اور موقع ہونا چاہیئے۔ درود شریف ہو یا کوئی اور ذکر اور ذکرِ الٰہی بلند آواز سے اس وقت پڑھنا مکروہ ہے جب اس سے کسی کی نماز، تلاوت قرآن اور نیند میں خلل آتا ہو۔ درود شریف کو سب کا مل کر گیت کی صورت میں پڑھنا جو آج کل معمول ہے خلافِ سنّت ہے۔

الزام ۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موت اور کافر کی موت برابر ہے؟

جواب:۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین، یہ کتنا سنگین بہتان ہے جو شخص محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور کافر کی موت میں بلحاظ درجہ فرق نہ کرے ہم اس کو کافر سمجھتے ہیں۔ کافر کی موت تو ایک ادنیٰ مسلمان کی موت کے برابر

بھی نہیں ہو سکتی - کیونکہ مومن اگرچہ فاسق ہو سزا بھگت کر آخر جنت میں داخل ہوگا اور کافر کے لئے ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہوگا - اور امت کے شہدا کو تو بعد موت ظاہری کچھ ایسی مخصوص زندگی عالمِ برزخ میں ملتی ہے کہ ان کو مُردہ سمجھنے سے قرآن کریم میں منع فرمایا گیا ہے - جب شہید کا یہ حال ہے جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور اتباع کرنے سے اس درجہ پر پہنچا تو خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات عالمِ برزخ میں کس اعلیٰ درجے کی ہوگی -

اکابر دیوبند کا یہ عقیدہ کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک میں زندہ ہیں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند قدس سرہ نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب "آبِ حیات" لکھی ہے جو اصحاب علم وفضل کے لئے قابلِ استفادہ ہے -

الزام ۸ :- حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد نہیں ہیں ؟

جواب :- یہ بھی محض کذب وافترا ہے الحمدللہ ہم اہل سنت والجماعت کے چار مجتہدوں امام اعظم - امام شافعی - امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم میں سے کسی ایک کی تقلید کو جائز بلکہ اس دورِ فتن وجہالت میں ضروری سمجھتے ہیں اور علمائے دیوبند حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں - اکابر دیوبند کا کوئی مسئلہ امام اعظم کی فقہ کے خلاف نہیں ہے -

امام صاحب کے مسائل پر جن غیر مقلد علماء نے اعتراضات کئے ہیں علمائے دیوبند نے ان سب کے مدلّل تحقیقی جوابات[1] دئے ہیں - تعجب ہے کہ جو علماء کتاب وسنّت کے مطابق علم وعمل رکھتے ہیں ان کو بددین ولامذہب کہا جاتا ہے اور جو عقائد و اعمال میں شرک وبدعت پھیلاتے ہیں وہ سچے سنّی اور پکے حنفی کہلاتے ہیں ؎

جنوں کا نام خِرد رکھ دیا خِرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

---

[1] ملاحظہ ہو ایضاح الادلہ مصنفہ حضرت شیخ الہند قدس سرہ - احسن الکلام فی تحقیق القراۃ خلف الامام مولفہ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب مدظلہ خطیب جامع گکھڑ -

الزام ۹۔ بزرگان دین اور اولیاء اللہ کو نہیں مانتے۔

جواب۔ شریعت کے تبع تمام بزرگوں کے ہم خادم ہیں اور ان کی محبت وصحبت کو قربِ خداوندی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ہمارا سلسلہ بیعت چشتی، قادری، نقشبندی اور سہروردی چاروں طریقوں سے وابستہ ہے۔ البتہ ایسے پیر اور مولوی جو سنّت وشریعت کے خلاف عقیدہ وعمل رکھتے ہیں اور مشائخ و بزرگانِ دین کا نام لے کر سادہ لوح مسلمانوں کے دین ومال کو غارت کرتے ہیں ہم ان کے خلاف ہیں ان کو ولی اور بزرگ سمجھنا نیکی وبزرگی کی توہین ہے ؎

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

الزام ۱۰۔ معجزات اور کرامتوں کے قائل نہیں ہیں۔

جواب۔ نبی کے ہاتھ پر ما فوق الاسباب خلاف عادت جو چیز ظاہر ہو۔ اور مخلوق اس کے کرنے سے عاجز ہو اُسے معجزہ کہتے ہیں۔ اور اگر ولی کے ہاتھ سے ایسا کام ظاہر ہو اُسے کرامت کہتے ہیں اور ہم معجزہ وکرامت دونوں کے قائل ہیں۔ ان کے انکار سے تو قرآن مجید کا انکار لازم آتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا ذکر فرمایا اور خود حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزۂ معراج اور شق القمر وغیرہ کا ذکر بھی موجود ہے۔ اسی طرح حضرت مریم (جو ایک مقبول اور ولی عورت تھیں) کے ہاتھ پر کئی کرامتوں کا ظہور ہوا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ بلا کسی ظاہری سبب کے حضرت مریم کے پاس رزق (بے موسمی پھل) پہنچتا تھا اور ایسے ہی ولادت حضرت عیسیٰ کے وقت حضرت مریم کے لئے چشمہ جاری ہوا۔ وغیرہ۔ لیکن یہ سمجھنا ضروری ہے کہ گو معجزہ اور کرامت انبیاء اور اولیاء کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے ہیں۔ لیکن معجزہ اور کرامت فعل اللہ تعالیٰ کا ہے۔ انبیاء اور اولیاء کا فعل نہیں ہے۔

چنانچہ عقائد اہلِ سنّت والجماعۃ کی مشہور کتاب شرح عقائد نسفی میں معجزہ کی تعریف اس طرح کی گئی ہے وَھِیَ اَمرٌ یظھر بخلاف عادت علی ید مدعی النبوۃ - ترجمہ اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ جو اللہ تعالیٰ خلافِ عادت کسی پیغمبر کے ہاتھ پر ظاہر فرماتا ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات عصا، ید بیضا وغیرہ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی کا سانپ اپنی طاقت سے نہیں بنایا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کام صرف عصا ڈالنا تھا - اس کا اژدھا بنانا اللہ تعالیٰ کا کام تھا بلکہ بسا اوقات نبی اور ولی کو اپنے معجزات اور کرامت کا پہلے علم بھی نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہاتھ پر معجزہ یا کرامت کا اظہار فرمانے والے ہیں - چنانچہ پہلی دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا سانپ بنا ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس سے بچنے کے لئے پیچھے پلٹے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

خُذْھَا وَلَاتَخَفْ (سورہ طٰہٰ پ ۱۶ ع ۱)

اے موسیٰ علیہ السلام آپ اس سانپ کو پکڑ لیں اور مت خوف کھائیں ہم اسی کو پھر عصا بنا دیں گے - معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود عصا کا اژدھا نہیں بنایا اور نہ یہ علم تھا کہ میری ہی لاٹھی اژدھا بن جائے گی ورنہ ڈر کر واپس نہ دوڑتے۔

استدراج

اور کبھی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش کے لئے کسی خلاف شرع انسان کے ہاتھ پر کوئی ایسا خارق عادت امر ظاہر فرما دیتے ہیں اسے شریعت میں استدراج کہتے ہیں - وہ کرامت نہیں ہوتی - جیسے دجّال کے متعلق مشکوٰۃ شریف صہ ۴۷۳ میں فیأمر السماء فتمطر والارض فتنبت یعنی دجال آسمان کو حکم دے گا تو اس سے مینہ برسنے لگے گا اور زمین کو حکم دے گا تو اس سے کھیتی اُگنے لگے گی اور صہ ۴۷۴ میں ہے کہ کوئی شخص دجال کو خدا نہ مانے گا تو اس کو دجال کے حکم سے آرے سے چیرا جائے گا یہاں تک کہ دونوں ٹانگوں کے درمیان تک اس کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے پھر دجال ان دونوں

ٹکڑوں کے درمیان چلے گا پھر کہے گا اُٹھ کھڑا ہو تو وہ شخص دوبارہ زندہ ہو جائیگا۔

کتاب مجالس الابرار مٹا میں ہے الکرامۃ الحقیقیۃ التی تظہر من اولیاء اللّٰہ اذ غایۃ الکرامۃ حصول الاستقامۃ والوصول الی کمالہا الخ سچی کرامت وہ ہے جو اولیاء اللّٰہ سے ظاہر ہوتی ہے کیونکہ کرامت کی غایت استقامت اور اس کے کمال کا حصول ہے اور سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ کسی کو اپنی محبت اور رضا کی باتوں یعنی شریعت کی تابعداری کی توفیق دے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص پانی کی سطح پر چلنے لگے یا ہوا میں چار زانو ہو کر بیٹھ جائے تو اس کے فریب میں نہ آؤ بلکہ یہ دیکھو کہ شریعت کی پابندی میں کیسا ہے۔ کسی نے آپ سے عرض کیا کہ فلاں شخص ایک رات میں مکہ معظمہ چلا جاتا ہے تو فرمایا کہ شیطان ایک لمحہ میں مشرق و مغرب میں چلا جاتا ہے حالانکہ اس پر خدا کی لعنت ہے۔

الزام ۱۱۔ مُردوں کو ثواب پہنچانے کے قائل نہیں ؟

جواب۔ ہم ایصالِ ثواب کے منکر نہیں میت کو نفلی عبادات کا ثواب پہنچانا حدیث و فقہ سے ثابت ہے۔ ہاں اتنی گذارش ہے کہ ایصالِ ثواب کا طریقہ قرونِ اولیٰ کا اختیار کیا جائے نہ کہ موجودہ رسم و رواج کی تابعداری کلام الٰہی وغیرہ بلا عوض خالص رضائے الٰہی کے لئے پڑھنا، اللّٰہ کی راہ میں محتاج و مسکین کو نقدی کپڑے اور کھانا وغیرہ دینا اور اس کا ثواب میت کو بخشنا جائز اور میت کے لئے بہت زیادہ مفید ہے۔ لیکن اللّٰہ کے سوا کسی اور کی نذر منت ماننا اور محتاجوں کو دینا وغیرہ ناجائز ہے۔ بجائے ثواب کے الٹا گناہ ہوتا ہے۔ ہاں اللّٰہ کی راہ میں خرچ کر کے اس کا ثواب انبیاء و اولیاء، صحابہ و اہل بیت اور اپنے اقربا و اعزہ سب کو پہنچا سکتے ہیں بشرطیکہ اپنی طرف سے کسی دن اور وقت کو ضروری نہ سمجھا جائے۔

الزام ۱۲۔ پیرانِ پیر رحمۃ اللّٰہ علیہ کی گیارھویں کے منکر ہیں۔

جواب۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مساکین کو صدقہ دے کر اس کا ثواب اگر قطب ربانی شیخ المشائخ سیدنا حضرت عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کو بخشنا جائز ہے۔ لیکن گیارھویں تاریخ کو ہی ضروری نہ سمجھا جائے نہ شریعت میں یہ تاریخ مقرر ہے اور نہ حضرت پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا حکم دیا ہے۔ نیز حضرت موصوف کو کارساز اور حاجت رُوا سمجھ کر دینا حرام اور شرک ہے۔ ایسی خیرات سے نہ اللہ راضی ہے اور نہ پیرانِ پیر، کیونکہ نذر و منت مالی عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی جائز نہیں۔ کتب فقہ میں یہ مسئلہ صاف لکھا ہے۔

الزام نمبر ۱۲۔ قبروں پر جانے سے منع کرتے ہیں؟

جواب۔ یہ بھی افترا ہے۔ مُردوں کے لئے قبرستان میں جانا اور اپنی موت یاد کرنا اور کلامِ الٰہی پڑھ کر مُردوں کو اس کا ثواب بخشنا جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے یہ ثابت ہے لیکن قبر والوں سے حاجت اور مدد مانگنا قبر کو سجدہ کرنا، طواف کرنا، بوسہ دینا یہ سب کام بدعت اور حرام ہیں۔ حضرت پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

اذا استعنت فاستعن باللّٰہ (فتوح الغیب مقالہ ۴۲)

یعنی جب تو مدد چاہے تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ۔

قبر کو بوسہ دینا منع ہے

حضرت پیرانِ پیر قدس سرہٗ نے غنیۃ الطالبین میں فرمایا ہے:۔

اذا زار قبرًا لا یضع یدہٗ علیہ ولا یقبلہ فانّہ عادۃ الیہود

ترجمہ:۔ جب قبر کی زیارت کرے تو نہ اس پر ہاتھ رکھے اور نہ اس کو بوسہ دے کیونکہ یہ یہودیوں کی عادت ہے۔

سجدہ سوائے اللہ کے کسی کو جائز نہیں۔ بعض پہلی شریعتوں

میں تعظیماً سجدہ جائز تھا۔ لیکن حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت
میں ہر قسم کا سجدہ غیر اللہ کے لئے حرام ہوگیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے :-
لَا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہِ الذی خلقھن ان کنتم
ایاہ تعبدون ہ نہ سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو۔ اور سجدہ کرو تم اس اللہ کو
جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ اگر تم خاص اسی کی عبادت کرتے ہو۔

(۲) وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدًا (سورۃ جن) اور بیشک
جائے سجود (اور اعضائے سجود) سب اللہ کے لئے ہیں پس اللہ کے ساتھ تم کسی کو
مت پکارو۔

(۳) تفسیر مدارک اور بیضاوی میں ہے۔ قال رجل یا رسول اللہ نسلّم
علیك كما یسلم بعضنا علیٰ بعضٍ افلا نسجد لك قال لا ینبغی ان یسجد لاحدٍ
من دون اللہ ولکن اکرموا نبیکم واعرفوا الحق لاھلہ (ترجمہ) ایک شخص
نے کہا اے اللہ کے رسول ہم آپ کو اس طرح سلام کہتے ہیں جس طرح ہم آپس میں ایک
دوسرے کو سلام کہتے ہیں۔ کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کیا کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا لائق نہیں ہے۔ البتہ اپنے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم)
کا احترام و اکرام کرو اور اہل حق کا حق پہچانو۔

(۴) امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ نظام تھانیسری کے
نام خط میں لکھتے ہیں :- معتبر لوگوں سے سُنا ہے کہ آپ کے بعض خلفا کو ان کے مرید
سجدہ کرتے ہیں اور زمین بوس ہونے پر بھی کفایت نہیں کرتے۔ اس فعل کی برائی
سورج سے بھی زیادہ ظاہر ہے۔ ان کو آپ تاکید سے منع فرما دیں۔ اس قسم کے افعال سے
ہر شخص کو اجتناب کرنا چاہئے۔ لیکن جو شخص دوسروں کا مقتداء پیشوا ہو اس کے لئے تو
بہت زیادہ اجتناب ضروری ہے کیونکہ ان کے پیرو ان کے اعمال کی پیروی کر کے فتنہ میں

پڑ جائیں گے۔ (مکتوبات جلد اول صفحہ ۔ مکتوب ۲۹)

نذر ومنّت غیر اللہ کیلئے حرام ہے

عوام الناس عموماً مرادیں حاصل کرنے کے لئے غیر اللہ کی نذر ومنت مانتے ہیں حالاں کہ یہ بالکل ناجائز ہے۔ ردالمحتار مصری جلد ثانی صہ ۱۳۹ میں لکھا ہے۔ اما لو نذر زیتًا لایقاد قندیلٍ فوق ضریح الشیخ او فی المنارة کما یفعل النسآء من نذر الزیت لسیدی عبد القادر ویوقد فی المنارة جهة المشرق فهو باطل واقبح منه النذر بقراءة المولد فی المنائر ومع اشتماله علی الغناء واللعب وایهابِ ثواب ذالك الی حضرة المصطفی صلی الله علیه وسلم ترجمہ:- اگر بزرگ کی قبر پر یا مینار میں چراغ روشن کرنے کے لئے تیل کی نذر مانی جیسا کہ عورتیں حضرت سید عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے لئے تیل نذر مانتی ہیں اور مشرقی جانب مینار میں روشنی کی جاتی ہے تو یہ باطل ہوگا اور اس سے بھی بُرا یہ ہے جو نذر مانی جاتی ہے مینار میں میلاد پڑھنے کی اور اس کے ساتھ گانا بجانا اور تماشہ بھی ہوتا ہے۔ اور اس کا ثواب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشا جاتا ہے۔
جس وقت کوئی شخص اپنی حاجات میں اولیائے کرام کی نذر مانتا ہے تو اس کے دل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ بزرگ میرے اس حال کو جانتے ہیں اور وہ میری مدد کریں گے اسی کا نام تقرّب ہے اور اس تقرب کی نیت سے غیر اللہ کی نذر ماننا حرام ہے فقہ حنفی کی مشہور کتاب البحر الرائق صہ ۲۹۸ ج ۲ میں ہے منها ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون الله تعالی واعتقاد ذالك کفر۔ ترجمہ:- اور حرام ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نذر ماننے والا یہ خیال رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا میت ان کاموں میں تصرف کرتا ہے۔ اور یہ عقیدہ رکھنا کفر ہے۔
حضرت مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ مجموعۃ الفتاویٰ

میں فرماتے ہیں :-

غیر اللہ کی نذر اور منّت حرام ہے اور اس کا کھانا خواہ شیرینی ہو یا فیرینی سب کے لئے حرام ہے اور کسی حاجت کے وقت اللہ کے لئے جانور ذبح کرنے یا کھانا کھلانے کو منت ماننا درست ہے اور حصول مقصد کے بعد اس کا پورا کرنا لازم ہے مگر اس کے مصرف محتاج اور فقراء ہیں نذر کرنے والے کو اور امراء کو اس کا کھانا جائز نہیں۔

عورتوں کیلئے قبروں کی زیارت ممنوع ہے

عورتوں کو سوائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مطہّرہ کے قبروں کی زیارت کے لئے جانا جائز نہیں۔ چنانچہ مظاہر حق، شرح مشکوٰۃ صہ ۲۳۸ حدیث میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک بار جب گھر میں داخل ہوئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کہاں سے آئی ہو؟ حضرت فاطمہ نے جواب دیا کہ ایک عورت کی وفات ہو گئی تھی ان کے ہاں تعزیت کے لئے گئی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ تو اس کی قبر پر تو نہیں گئی۔ عرض کی معاذاللہ میں وہ کام کیسے کر سکتی تھی جس سے اللہ کے رسول منع فرمائیں۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ اگر تو اس کی قبر پر جاتی تو جنت کی خوشبو نہ پاتی۔

قبروں پر چراغ جلانا منع ہے

مظاہر حق جلد اول کتاب الصلوٰۃ باب المساجد صہ ۲۳۸ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زائرات القبور والمتخذین علیها المساجد والسرج رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعن کی ہے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور ان پر جو بنائیں قبروں پر مسجدیں یعنی قبروں کی طرف سجدہ کریں اور ان پر چراغ جلائیں۔ اس کو ابو داؤد ترمذی اور

اور نسائی نے روایت کیا ہے۔"

پختہ قبریں بنانا ناجائز ہے

مشکوٰۃ شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان يجصص القبر وان يبنى عليه وان يقعد عليه. رواه مسلم (ترجمہ) منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے چونہ گچ کرنے، اس پہ عمارت بنانے اور بیٹھنے سے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔ (نوٹ) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرۂ شریفہ میں ہی وصال فرمایا وہاں ہی مدفون ہوگئے اور بعد میں بضرورت حفاظت کے روضۂ مقدسہ کو پختہ کیا گیا۔ اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ کعبہ مکرمہ کی طرح ان شاء اللہ روضۂ مطہرہ بھی قیامت تک دنیا میں موجود رہے گا۔

الزام ۱۴۔ علماء دیوبند وسیلہ کے قائل نہیں ہیں۔

جواب۔ دوسرے اسباب کی طرح ہم دین میں وسیلہ کے قائل ہیں۔ دین، قرآن انبیاء، علماء، مبلغین اور صلحائے امت وغیرہ سب اپنے اپنے درجہ میں دین حاصل کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں۔ اسی طرح دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں سے توسل کرنا علماء دیوبند کے نزدیک جائز ہے یعنی اس طرح اگر دعا کی جائے کہ یا اللہ اپنے فلاں مقبول بندے کے طفیل میری مراد پوری کر دے۔ تو یہ ممنوع نہیں ہے۔ بشرطیکہ حاجت صرف اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے اور یہ اعتقاد نہ ہو کہ وہ بزرگ میری اس دعا کو سن رہے ہیں اور وہ میری حاجت پوری کر دیں گے۔ یا اللہ تعالیٰ سے پوری کرا دیں گے۔ کیونکہ ہر بات کا ہر آن کا جاننے سننے والا اور اپنی قدرت و رحمت سے مخلوق کی مرادیں پوری کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے دعا میں توسل کے متعلق مرشد کامل شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی

محدث دیوبند دامت برکاتہم سلاسل طیبہ[1] میں ارشاد فرماتے ہیں :۔ "چونکہ دعوت میں توسل کرنا خواہ اعمال صالحہ سے ہو یا عاملین وصالحین سے اولیاء اللہ سے ہو یا انبیاء اللہ سے ملائکہ مقربین سے ہو یا اسماء وصفات وافعال الٰہیہ سے اجابت دعا میں بہت زیادہ مفید اور مؤثر اور سلفِ صالحین کا معمول بہ امر ہے اس لئے ان شجروں کو اسی طریق توسل پر ترتیب دیا گیا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ احباب روزانہ کم از کم ایک مرتبہ جو بھی شجرہ پسند خاطر ہو پڑھ لیا کریں"

الزام ۱۵۔ دیوبندی علماء شفاعت کے منکر ہیں؟

جواب :۔ یہ بھی علماء حق پر بہتان عظیم ہے۔ اکابر دیوبند قیامت میں رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ اور دوسری شفاعتوں کے قائل بلکہ امیدوار ہیں۔ محشر میں حضور کی سیادت عظمیٰ کا ظہور ہوگا اور حضرت آدم اور ان کی ساری اولاد آپ کے جھنڈے کے نیچے ہو گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ جملہ انبیاء، اولیاء، علماء، صلحاء کی شفاعت کے بھی ہم معتقد ہیں۔ ہاں ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ قیامت میں گناہ گاروں کے لئے جو شفاعت ہو گی وہ اللہ تعالیٰ کے اذن اور رضا مندی پر موقوف ہو گی۔ خود قرآن مجید میں تصریح ہے من ذا الذی یشفع عندہٗ الا باذنہٖ یعنی وہ کون ہے جو بغیر اس کے اذن کے اس کے پاس

---

[1] سلاسل طیبہ میں حضرت مدنی مد ظلہ نے طریقت سلسلہ چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ کے شجرے نثر میں ترتیب دئے ہیں اور دیوبندی سلسلہ طریقت کو اردو فارسی اور عربی نظم میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ اہلِ سلوک کے لئے سلاسل طیبہ کا مطالعہ بہت مفید ہے (۲) توسل فی الدعا کے خلاف شبہات کے جواب میں حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ الادراک والتوصل اہلِ علم کے لئے قابل مطالعہ ہے۔

کسی کی سفارش کر سکے۔ نیز مشرک اور کافر کی شفاعت نہیں ہو گی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ آں جا بے اذن کسے شفاعت نتوان کرد و تا عمل مرتضی هنوز شفاعت او نکند و مرتضی وقتے شود کہ بمقتضائے شریعت عامل باشد و بموجب بشریت زلتے اگر از وی واقع شود بشفاعت تدارک آن ممکن بود (مکتوبات ج ۳ مکتوب ۱۴۱ صہ ۷۵) ترجمہ اس جگہ بغیر اذن کے کوئی شفاعت نہیں کر سکے گا۔ اور جب تک عمل پسندیدہ نہ ہو اس کی شفاعت نہ کریں گے اور پسندیدہ عمل اس وقت ہو گا جب کہ شریعت کے تقاضہ پر عمل کرے اور بحیثیت انسان کے اگر کچھ اس سے قصور ہوا تو شفاعت سے اس کی تلافی ہو جائے گی (۲) حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے "تفسیر عزیزی پارہ تیس میں سورہ نباء کی آیت لَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ؕ کے تحت تحریر فرمایا کہ کافر اور بد اعتقاد کے حق میں شفاعت نہ کریں گے۔" اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین

نوٹ: یہ سطور لکھتے ہوئے حضرت مدنی زندہ تھے اس لئے مدظلہ آپ کے نام کے نام کے ساتھ لکھا گیا۔ لیکن اب حضرت اس عالم میں ہیں جہاں رحمۃ اللہ علیہ کا ہدیہ پیش کیا جاتا ہے ؎

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید
نہ جام دہر مئے کل من علیہا فان

ناظرین کے استفادہ کیلئے یہاں ہم حضرت کے مختصر حالات زندگی پیش خدمت کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹ ارشوال المکرم ۱۲۹۶ ہجری

مطابق ۱۸۷۹ء قصبہ بانگرمئو ضلع اناؤ میں پیدا ہوئے کیونکہ آپ کے والد ماجد سیّد حبیب اللہ شاہ صاحب مہاجر مدنیؒ یہاں سکول میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ آپ کا اصلی وطن موضع الہ داد پور ٹانڈہ ضلع فیض آباد ہے۔ آپ حسینی سید ہیں۔ ۱۹ پشت پیشتر آپ کا خاندان ہندوستان آیا تھا۔ آپ کا خاندان اہلِ علم اور اہلِ تقوٰی کا خاندان رہا ہے۔ (اور آپ کے والد سید حبیب اللہ شاہ صاحب بھی حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی کے خلیفہ تھے) آپ کے خاندان کو شاہی زمانے میں باون گاؤں جاگیر بھی ملی ہوئی تھی جو ۱۸۵۷ء کے جہاد حریت میں انگریزوں نے ضبط کر لی۔ حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو پرائمری سکول میں ابتدائی تعلیم کے بعد والد صاحب نے ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں دار العلوم دیوبند میں داخل کر دیا۔ وہاں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنی خصوصی تربیت میں لے لیا۔ سات سال کی مدت میں حضرت مدنی نے دار العلوم دیوبند کی سندِ حدیث حاصل کر لی۔ بعد ازاں جب آپ کے والد صاحب مرحوم بہ نیت ہجرت حرمین شریفین روانہ ہونے لگے تو مولانا مدنی نے قطب الارشاد شیخ المشائخ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے والد مرحوم کے ہمراہ حجاز روانہ ہو گئے۔

اس زمانہ میں حضرت مولانا گنگوہی کے شیخ طریقت قطب زماں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ میں قیام فرما تھے۔ حضرت مولانا مدنی کو حضرت حاجی صاحب نے پاس انفاس کی تلقین فرمائی اور روزانہ مثنوی شریف کے درس میں بھی حاضری کا حکم دیا۔ جب مولانا مدنیؒ مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت حاجی صاحب نے آپ کے لئے خصوصی دعا و توجہ فرمائی اس مبارک سفر میں منزل رابغ کے مقام پر خواب میں مولانا مدنی کو سرورِ عالم محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے

لئے حفظ علوم کی دعا فرمائی جس کے ثمرات بفضلہٖ تعالیٰ حضرت مدنی کی حیات طیبہ میں ظاہر ہوئے۔ اس نوعمری کے زمانہ میں حضرت مدنیؒ نے مسجد نبوی میں درس دینا شروع کیا اور تقریباً ۱۴ سال تک حرم نبوی میں علوم کی تدریس فرماتے رہے آپ کا درس حدیث اتنا کامیاب ہوا کہ عرب و عجم میں اس کے اثرات پھیل گئے۔ آپ اور شیخ الہند نے انگریزوں کے خلاف ترکوں کی حمایت میں فتویٰ دیا اور عازم حجاز ہو گئے۔ ادھر انگریزوں نے شریف مکہ کو ترکوں کے خلاف اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ حضرت شیخ الہند جب حجاز پہنچے تو شریف مکہ نے حضرت شیخ الہند حضرت مولانا مدنی اور بعض دوسرے علماء کو گرفتار کر کے انگریزوں کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ ان اکابر امت اور ربانی علماء کو انگریزوں نے دوسرے جنگی قیدیوں کے ساتھ جزیرۂ مالٹا میں نظر بند کیا اور چار سال تک آپ وہاں قید و بند کے مصائب برداشت کرتے رہے حتیٰ کہ آپ کو کوڑوں سے پیٹا جاتا تھا اور سخت سردی کی راتیں گلے گلے تک ٹھنڈے پانی میں گزر جاتی تھیں لیکن ان عاشقان رسول اور مجاہدین ملت کے پائے ثبات میں ادنیٰ لغزش بھی پیدا نہ ہوئی اور حق پر پہاڑ کی طرح قائم رہے۔

دیر است کہ افسانہ منصور کہن شد
من از سر نو زندہ کنم دار و رسن را

اختتام جنگ پر مالٹا سے رہا ہونے کے بعد اپنے استاد شیخ الہند کی قیادت میں حضرت مولانا مدنی نے خلافت تحریک میں بہت نمایاں حصہ لیا۔ اور ہندوستان کو فرنگی اقتدار سے آزاد کرانے کے لئے جان کی بازی لگا دی۔ مولانا موصوف نے انگریزوں کی فوجی ملازمت حرام ہونے کا فتویٰ سارے ہندوستان میں شائع کیا جس کی بنا پر آپ پر اور مولانا محمد علی صاحب جوہر مرحوم وغیرہ پر کراچی میں مقدمہ چلایا گیا اس تاریخی

مقدمہ میں امیر المجاہدین حضرت مولانا مدنی نے جو ایمان افروز، ولولہ انگیز بیان دیا وہ افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائر کا صحیح مصداق تھا۔ اس مجاہدانہ بیان نے فرنگی اقتدار کی بنیادیں ہلا دی تھیں۔

اس لرزہ خیز بیان کے بعض فقرے یہ ہیں:-

"اگر مذہبی فرائض کا لحاظ و احترام نہ کیا گیا تو اس صورت میں کروڑوں مسلمانوں کو اس مسئلہ کا تصفیہ کر لینا چاہیئے کہ آیا وہ مسلمانوں کی حیثیت سے زندہ رہنے کو تیار ہیں یا حکومت برطانیہ کی رعایا کی حیثیت سے؟ اگر گورنمنٹ مذہبی آزادی چھیننے پر آمادہ ہے تو مسلمان اپنی جان تک قربان کر دینے کے لئے تیار ہوں گے اور میں پہلا شخص ہوں گا جو اپنی جان قربان کروں گا"

اس سرفروشانہ بیان کا رئیس الاحرار مولانا محمد علی صاحب مرحوم پر اتنا اثر ہوا کہ آپ نے بے اختیار ہو کر حضرت مولانا کے قدم چوم لئے۔ کراچی جیل سے رہائی کے بعد حضرت نے مدرسہ سلہٹ میں پانچ سال تک حدیثِ نبوی کا درس دیا اور پھر دارالعلوم دیوبند کی مسند صدارت پر فائز ہوئے اور تقریباً ۳۲ سال تک ایشیا کی اس سب سے بڑی اسلامی درس گاہ سے ہزاروں تشنگانِ علوم کو قرآن وحدیث کے علوم و معارف سے سیراب فرمایا۔

حضرت مدنیؒ ایک بہت بڑے باکمال عارف باللہ تھے ہزاروں سالکین و اہلِ تصوف نے آپ سے فیضان حاصل کیا۔ گذشتہ رمضان میں آپ کا قیام باس کنڈی (آسام) میں رہا۔ حضرت کے دستِ حق پرست پر ایک دن میں پانچ ہزار مسلمانوں نے بیعت کی۔ لیکن كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ سے کوئی مستثنیٰ نہیں۔ حیٌّ قیوم ہمیشہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اسی قانون

خداوندی کے تحت دیوبند میں ۵ر دسمبر ۱۹۵۷ء کو دو بج کر ۴۵ منٹ پر حضرت مولانا مدنیؒ اس دارِ فانی سے انتقال فرما کر عالمِ جاودانی میں پہنچ گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

چند دینی کتابیں

مدرسہ کے کتب خانہ میں سے مندرجہ ذیل کتب جو محض اشاعت دین کے لئے
مناسب قیمتوں پر آپ کو دستیاب ہو سکتی ہیں۔

۱۔ آفتابِ ہدایت

رفض و بدعت کے رد میں رئیس المناظرین مولانا ابوالفضل محمد کرم الدین صاحب نوراللہ مرقدہٗ دبیر ساکن بھیں ضلع جہلم کی بے مثال لاجواب تصنیف ہے خدام اہل سنّت والجماعت کے امیر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہٗ کے ابتدائیہ اور حاشیہ نے اس کو مزید افادیت بخشی ہے۔ جو سنّی مسلمانوں کے لئے بہترین تحفہ ہے۔

قیمت صرف دس روپے۔

۲۔ عقائد علماءِ دیوبند

جس کو اہل علم حضرات المہند علی المفند کے نام سے یاد کرتے ہیں جس میں احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی حسام الحرمین کا جواب خود حرمین شریفین کے علماء کرام کے قلم سے دیا گیا ہے جس سے جماعت حقہ اہل سنت والجماعت دیوبند کے عقائد و خیالات کی تائید و توثیق ہو کر دنیا بھر کے علماء کی مہر تصدیق ثبت ہو چکی ہے بہترین طباعت، عمدہ کاغذ۔ قیمت صرف تین روپے۔

۳۔ **مسئلۃ المزامیر** ۔ مؤلفہ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب مہتمم جامعہ حنفیہ مدنی محلہ جہلم
جس میں آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ صحیحہ اور فقہ حنفی واقوال صوفیہ، نقشبندیہ وچشتیہ سے ثابت کیا گیا ہے، گانا بجانا اور ساز سرود قطعاً حرام ہے۔ نیز سرود ومزامیر کے قائلین ومجوزین کے دلائل کے جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔ قیمت ۵۰ پیسے

۴۔ **نافع المسلمین** مصنفہ حضرت مولانا محمد شادمان خانصاحب قدس سرہٗ العزیز
مسئلہ وراثت کی مختصر مگر جامع کتاب ہے علماء حضرات اور محکمہ مال کے لئے خاص کر مفید ہے قیمت ایک روپیہ

علاوہ ازیں اسلامی صورت۔ ہم ماتم کیوں نہیں کرتے؟ مودودی کا اسلام۔ اعجاز الحق۔ ماتم کی رسمیں اور کسبِ حلال وغیرہ پمفلٹ

* نیز شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ
* حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
* شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم
* فخر الاحناف حضرت مولانا خیر محمد صاحب قدس سرہٗ العزیز
* علامہ ابو الزاہد حضرت مولانا محمد سرفراز خانصاحب صفدر شیخ الحدیث نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
* امیر خدام اہل سنت والجماعت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال
* حضرت مولانا حکیم سید سید علی شاہ صاحب ڈومیلی ضلع جہلم

کی

چیدہ چیدہ تصانیف بھی دستیاب ہوسکتی ہیں۔

قابلِ توجّہ

جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام مدنی محلہ جہلم

شہر جہلم میں اہل سنّت والجماعت کا ایک مرکزی ادارہ ہے جس میں تعلیم اور دوسرے امور کی سرانجام دہی کے لئے ۲۰ ملازم کام کر رہے ہیں اور مقامی اور بیرونی ۵۱۷ طلبا و طالبات زیر تعلیم رہتے ہیں اور جو غریب الوطن طلبا مدرسہ میں قیام پذیر ہو کر تعلیم دین حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کے تمامتر اخراجات خورد و نوش، علاج، صابن، بجلی، رہائش و کتب کا مدرسہ کفیل ہوتا ہے۔

نیز اشتہارات یا رسالوں کے ذریعے اور تبلیغی جلسے منعقد کر کے شہر اور دیہات میں بلکہ بعض اوقات دوسرے اضلاع میں مثلاً گجرات۔ میرپور آزاد کشمیر اور راولپنڈی وغیرہ میں بھی تبلیغ دین کا فریضہ بتوفیق اللہ تعالیٰ اپنی بساط کے مطابق سرانجام دے رہا ہے۔

اسلئے دین کا جذبہ رکھنے والے مخیر حضرات کی خدمت میں نہایت دردمندانہ درخواست ہے کہ اس پُر فتن دَور میں اس چشمۂ حیات کی حفاظت فرمائیں اور ہر طرح سے اس کی امداد فرما کر اس کو قیامت تک کے لئے جاری و ساری بنا دیں تاکہ بعد از موت بھی ہمیں فیض پہنچتا رہے زکوٰۃ، صدقات اور چرمہائے قربانی و دیگر عطیات سے آپ مدرسہ کی امداد فرما سکتے ہیں۔

فقط والسّلام

از قلم خادم اہل سنّت والجماعت عبد اللطیف غفرلہٗ

چہار شنبہ ۱۳ ر شعبان ۱۳۹۳ھ

۱۲ ر ستمبر ۱۹۷۳ء